# دعوت کے کام کے لیے شخصی اوصاف

## مجاہدۂ نفس

شخصی اوصاف میں پہلا اور بنیادی وصف یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے نفس سے لڑ کر پہلے اسے مسلمان اور خدا کا مطیع فرمان بنائے۔ یہ وہی بات ہے جسے حدیث میں یوں بیان فرمایا گیا ہے کہ:

**المجاهد من جاهد نفسه فی طاعة الله** ۔ "حقیقی مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے کشمکش کرے۔"

یعنی قبل اس کے کہ آپ باہر کی دنیا میں خدا کے باغیوں سے مقابلہ کے لیے نکلیں' اس باغی کو مطیع بنایئے جو خود آپ کے اندر موجود ہے' اور خدا کے قانون اور اس کی رضا کے خلاف چلنے کے لیے ہر وقت تقاضا کرتا رہتا ہے۔ اگر یہ باغی آپ کے اندر پل رہا ہے' اور آپ پر اتنا قابو یافتہ ہے کہ آپ سے رضائے الٰہی کے خلاف اپنے مطالبے منوا سکتا ہے تو یہ ایک بالکل بے معنی بات ہے کہ آپ بیرونی باغیوں کے خلاف اعلانِ جنگ کریں۔ یہ تو بالکل وہی بات ہوئی کہ گھر میں شراب کی بوتل پڑی ہے اور باہر شرابیوں سے لڑائی ہو رہی ہے۔ یہ تضاد ہماری تحریک کے لیے تباہ کن ہے' پہلے خود خدا کے آگے سر جھکایے پھر دوسروں سے اطاعت کا مطالبہ کیجیے۔

## ہجرت وسیع معنی کے لحاظ سے

جہاد کے بعد دوسرا درجہ ہجرت کا ہے۔ ہجرت کا اصل مدعا گھر بار چھوڑنا نہیں ہے بلکہ خدا کی نافرمانی سے بھاگ کر خدا کی رضا جوئی کی طرف بڑھنا ہے۔ اصلی مہاجر ترک وطن اگر کرتا ہے تو اس لیے کہ اس کے وطن میں قانونِ الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے مواقع نہیں ہیں۔ لیکن اگر کسی شخص نے گھر بار چھوڑا اور اللہ کی فرماں برداری اختیار نہ کی تو اس نے حماقت کی۔

یہ حقیقت بھی احادیث میں اچھی طرح واضح کردی گئی ہے۔ بطور مثال ایک حدیث کو لیجئے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ :

**ماالہجرۃ افضل یا رسول اللہ۔** "یا رسولؐ اللہ کون سی ہجرت بہتر ہے"۔

جواب ملا :

**ان تہجر ما کرہ ربک۔** "یہ کہ تو ان چیزوں کو چھوڑ دے جو اللہ کو ناپسند ہیں"۔

اندر کا باغی اگر مطیع نہ ہو تو آدمی کا ترکِ وطن کردینا خدا کی بارگاہ میں کوئی وزن نہیں رکھتا اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ حضرات باہر کی قوتوں سے پہلے اپنے اندر کی سرکش قوتوں سے لڑیے اور اصطلاحی کفار کو مسلمان بنانے سے پہلے اپنے نفس کو مسلمان بنایے۔ اس معنی کو جامع تر الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ حدیثِ نبویؐ کے مطابق اپنے آپ کو اس گھوڑے کی طرح بنایے جو ایک کھونٹے سے بندھا ہوا ہے اور وہ کتنا ہی گھومے پھرے' ہر حال میں اس حد سے آگے نہیں جاسکتا جہاں تک رسی اسے جانے دیتی ہے : **مثل الایمان کمثل الفرس فی آخیتہ یجول ثم یرجع الی آخیتہ**۔ایسے گھوڑے کی حالت آزاد گھوڑے سے بالکل مختلف ہوتی ہے جو ہر میدان میں گھومتا ہے' ہر کھیت میں گھس جاتا ہے' اور جہاں ہری گھاس دیکھتا ہے وہیں پوری بے صبری کے ساتھ ٹوٹ پڑتا ہے۔ پس آپ آزاد گھوڑے کی سی کیفیت اپنے اندر سے نکالیں' اور کھونٹے سے بندھے ہوئے گھوڑے کی سی کیفیت اپنے اندر پیدا کریں۔

اس کیفیت کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرا قدم یہ اٹھایے کہ اپنے قریبی ماحول سے' جسے میں "ہوم فرنٹ" کہوں گا' لڑنا شروع کر دیجئے۔ گھر کے لوگ' اعزّہ' دوست اور سوسائٹی جس میں آپ کا گہرا ربط ہے' ان سب سے ایک عملی کش مکش شروع ہوجانی چاہیے۔ کش مکش اس معنی میں نہیں کہ آپ اپنے متعلقین سے کشتی لڑیں یا ان سے تو تو میں میں اور مناظرہ شروع کردیں۔ بلکہ یہ کش مکش اس معنی میں ہونی چاہیے کہ آپ بحیثیت فرد اور بحیثیت جماعت اپنے نصب العین کے اتنے دلدادہ اور اپنے اصول و ضوابط کے اتنے پابند ہوجائیں کہ آپ کے گرد و پیش جو لوگ کسی نصب العین کے بغیر' بے اصول زندگیاں بسر کر رہے ہیں وہ آپ کی پابندِ اصول زندگی کو گوارا نہ کرسکیں۔ آپ کی بیویاں' آپ کی اولادیں' آپ کے والدین' آپ کے رشتہ دار آپ کے رویہ کے خلاف مزاحمت کرنے پر مجبور ہوجائیں۔

آپ اپنے شہر میں اجنبی ہو کر رہ جائیں۔ جہاں آپ کسبِ معاش کے لیے رہتے ہوں' وہاں آپ کا وجود نمایاں طور پر کھٹکنے لگے۔ دفتر کی آرام کرسی' جس پر بیٹھ کر جاہ و ترقی کے خواب

دیکھے جاتے ہیں، آپ کے لیے انگاروں کی انگیٹھی بن کر رہ جائے۔ غرض جو جتنا زیادہ قریبی ہو اس سے اتنا ہی پہلے تصادم شروع ہو جانا چاہیے۔ جس شخص کے گھر میں میدانِ جہاد موجود ہو وہ آخر چند میل کے فاصلہ پر ہی کیوں لڑنے جائے۔ پہلا معرکہ تو گھر ہی سے شروع ہونا چاہیے۔ اب تک جہاں جہاں سے اس کش مکش کی اطلاعات آ رہی ہیں، وہاں کے لوگوں سے مطمئن ہو رہا ہوں اور جہاں سے ایسی اطلاعات نہیں آ رہی ہیں، وہاں کے لیے بے تابی سے منتظر ہوں کہ ایسی کوئی اطلاع ملے۔

## فنا فی الاسلام ہو جانا

مگر میں بروقت یہ واضح کردوں کہ ہماری یہ کشمکش اس ذہنیت کے ساتھ ہونی چاہیے جس کے ساتھ ایک ڈاکٹر بیماروں سے کش مکش کرتا ہے۔ دراصل وہ بیمار سے نہیں لڑتا بلکہ بیماری سے لڑتا ہے اور اس کی تمام تر جدّوجہد ہمدردی کی روح سے لبریز ہوتی ہے۔ وہ اگر بیمار کو کڑوی دوائیں پلاتا ہے، یا اس کے کسی عضو پر نشتر چلاتا ہے تو یہ تمام تر بربنائے اخلاص ہوتا ہے۔ دشمنی نہیں ہوتی۔ اس کی نفرت، اور اس کا غصہ بالکل مرض کے خلاف ہوتا ہے نہ کہ مریض کے خلاف، بالکل اسی طرح اپنے ایک گمراہ بھائی کو ہدایت کی طرف لائیے، وہ کبھی کسی بات سے یہ محسوس نہ کرے کہ اسے تحقیر سے دیکھا جا رہا ہے یا براہ راست اس کی ذات سے دشمنی کی جا رہی ہے۔ بلکہ وہ آپ کے اندر انسانی ہمدردی، محبت اور اخوّت کو کام کرتا ہوا پائے۔ میں نے اجتماعِ دربھنگہ کے موقع پر بھی مختصراً یہ کہا تھا کہ اصلی تبلیغ تقریری اور تحریری مناظروں سے نہیں ہوا کرتی۔ یہ کام کرنے کے بہت ہی ادنیٰ طریقے ہیں۔ اصل تبلیغ یہ ہے کہ آپ اپنی دعوت کا مجسّم ظہور اور نمونہ ہوں۔ جہاں کہیں لوگوں کی نگاہوں کے سامنے یہ نمونہ گزر جائے وہ آپ کے طرزِ عمل سے پہچان لیں کہ یہ ہیں خدا کی راہ کے راہی۔ جس طرح کوئی فنا فی الکانگرس، آدمی سامنے آجاتا ہے تو کانگریسیت کی پوری تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ اسی طرح آپ ایسے فنا فی الاسلام بن جایئے کہ جہاں آپ سامنے آئیں اسلامی تحریک کا پورا نقشہ واضح ہو جائے۔ یہی وہ چیز ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہ**۔

میں یہ نہیں کہتا کہ ایسا فوراً ہو جانا چاہیے، یہ مقام تو تدریجاً" ہی حاصل ہوگا۔ خدا کی راہ میں جب اپنے ماحول سے پیہم آپ کا تصادم ہوتا رہے گا اور آپ ہر آن، ہر لحہ اپنے مقصد کے لیے کوشش کرتے ہوئے قربانیاں دیتے رہیں گے، تو ایک مدت میں جا کر فنائیت کی کیفیت آپ پر طاری ہوگی اور آپ اپنی دعوت کا مجسّم ظہور بن سکیں گے۔ اس مقصد کے لیے قرآن و حدیث کو

بامعانِ نظر بار بار مطالعہ کیجئے۔ اور دیکھئے کہ اسلام کس قسم کا انسان چاہتا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کس طرز کے آدمی تیار کیا کرتے تھے۔ وہ کیا صفات تھیں جو اس تحریک کے کارکنوں میں پہلے پیدا کی گئیں' اور اس کے بعد جہاد کا عَلم بلند کیا گیا۔ آپ میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے مزکّی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انسان تیار کیے تھے انہیں ۱۵ برس کی تیاری کے بعد میدان میں لایا گیا۔ اس تیاری کی تفصیلات معلوم کیجئے اور دیکھئے کہ یہ کس تدریج کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس میں کن صفات کی پرورش مقدّم تھی' اور کن کی مؤخر۔ کون سی صفات کس درجہ میں مطلوب تھیں' اور انہیں کس حد تک ترقی دی گئی تھی اور کس مقام پر پہنچ کر اس جماعت سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تم دنیا کا بہترین گروہ بن گئے ہو۔ اور اس قابل ہوگئے ہو کہ نوعِ انسانی کی اصلاح کے لیے نکلو۔ یہی نمونہ خود اپنی تیاری کے لیے بھی آپ کے سامنے ہونا چاہیے۔

یہاں تفصیل کا موقع نہیں۔ میں صرف دو حدیثیں آپ کی رہنمائی کے لیے پیش کروں گا۔ جن سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کام کے لیے کن صفات کے آدمی درکار ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ :

**من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان**

یعنی آدمی پورا مومن اس وقت بنتا ہے جب اس کی کیفیت یہ ہوجائے کہ اس کی دوستی اور دشمنی' اور اس کا دینا اور روکنا خالص اللہ کے لیے ہو۔ نفسانی اور دنیوی محرکات اس کے لیے ختم ہوجائیں' دوسری حدیث ہے کہ حضورؐ نے فرمایا :

**امر نی ربی بتسع**' میرے رب نے مجھے نو چیزوں کا حکم دیا ہے :

(۱) **خشیتہ اللہ فی السر و العلانیتہ** کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈرتا رہوں۔

(۲) **وکلمتہ العدل فی الغضب و الرضا** کسی پر مہربان ہوں یا کسی کے خلاف غصہ میں ہوں دونوں حالتوں میں انصاف ہی کی بات کہوں۔

(۳) **والقصد فی الفقر و الغنا** خواہ فقیری کی حالت میں ہوں یا امیری کی حالت میں' بہرحال راستی و اعتدال پر قائم رہوں۔

(۴) **وان اصل من قطعنی** اور یہ کہ جو مجھ سے کٹے' میں اس سے جڑوں۔

(۵) **واعطی من حرمنی** اور جو مجھے محروم کرے' میں اسے دوں۔

(۶) **واعفو عمن ظلمنی** اور جو مجھ سے زیادتی کرے' میں اسے معاف کروں۔

بقیہ بر صفحہ ۷۴